pISSN: 3079-904X تحقیقی مجلہ ارمغانِ سرحد
eISSN: 3079-9058
جلد ۲، شمارہ ۱، جنوری تا جون ۲۰۲۵ء (Vol:2, Issue:1, 2025) (Research Journal: Armaghan-e-Sarhad)
شعبہ اردو، سرحد یونیورسٹی آف سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، پشاور

A Study of Novel "Haasil"
(In the Context of Comparative Religion)
ناول "حاصل" کا مطالعہ (تقابل ادیان کے تناظر میں)

ڈاکٹر راحیلہ خورشید
اسسٹنٹ پروفیسر، شہید بے نظیر بھٹو خواتین یونیورسٹی پشاور

Dr. Raheela Khurshid
Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshawar

Abstract:
World history tells that there is a long list of prophets and of their accompanying religions who exclusively endeavored to invite humanity to the path that links humans directly with Allah. Judaism, Christianity and Islam are, however, more prominent and popular as compared to other religions. Comparative religious studies is one of the emerging fields within the ambit of modern knowledge. Comparative religious study is considered to be essential owing to the fact that reality, significance and superiority of numerous existing things in the world are determined through their opposites.. Comparative religious study is, nevertheless, an extremely meticulous as well as sensitive field of knowledge. In under research novel "Hasil" by Umera Ahmad, a precise as well as neutral comparison has been drawn between Islam and Christianity. Umera Ahmad in the novel, through Hadeed and Sania has protected religion, on the one hand, from being center of any controversial debate and on the other hand assisted the reader in the process of effectively analyzing with an intent to blow his mind.

Key words: Umera Ahmed, Novel "Hasil", Comparative religion, Islam, Christianity.

اللہ تعالی نے اپنی مخلوقات میں انسان کو شرف اور فضیلت بخشی ہے۔ بولنے، سننے، چلنے، پھرنے، کھانے، پینے کے علاوہ سوچنے سمجھنے جیسی صلاحیت دے کر انسان کو دوسری مخلوقات سے برتر کر دیا ہے اور پھر اس کے ساتھ ایک امتیازی وصف جس سے دیگر مخلوقات کو متصف نہیں کیا گیا۔ وہ انسان کی رہنمائی کیلئے مذاہب کو لے کر آنا ہے۔ جب سے دنیا بنی ہے اور جب سے اس دنیا میں انسان بسنا شروع ہوئے ہیں۔ ان کی ہدایت اور راہ راست سے آشنائی کے لئے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور رسول بھیجے گئے ہیں۔ جو سب سچے، برحق اور نیک نفس تھے۔ مذاہب، الہامی کتب اور صحائف کا گاہے گاہے دنیا میں آنا ہدایت اور رشد کا بڑا سرمایہ اور ذریعہ رہا۔ سو تاریخ عالم بتاتی ہے کہ خاص اللہ کی جانب سے ہدایت کے راستے پر لانے والے ادیان اور پیغمبران کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ ادیان کا تقابلی جائزہ جدید علوم کا ایک ابھرتا ہوا موضوع ہے تقابل ادیان کی ضرورت اس لیے بھی محسوس کی جاتی ہے کہ:

> "دنیا میں بے شمار چیزیں ایسی ہیں جن کی حقیقت، اہمیت اور برتری اپنے مد مقابل سے ہوتی ہے، چیزیں اپنے اضداد کی بہ نسبت نکھرتی اور پہچانی جاتی ہیں، اسی اصول کے تحت اگرچہ مذاہب اور مختلف ادیان کو ہم نہیں پرکھ سکتے، کیونکہ ان ادیان کی اصل اور جڑ ایک ہے، یہ ادیان جن تنوں کی شاخیں ہیں ان کی جڑ اور بیج ایک ہی ہے۔ دنیا کے مشہور ادیان و مذاہب اللہ تعالیٰ ہی کے عطا کردہ ہیں۔ یہودیت، عیسائیت اور اسلام ان میں زیادہ مشہور و معروف ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب سے آخر میں دین اسلام بھیجا، نبی آخر الزمان محمدؐ کو بھیجا، آخری کتاب قرآن حکیم کو بھیجا، انہی کی وساطت سے ہمیں یہودیت اور عیسائیت کو پہچاننے کا موقع ملا، جب ہم نے روشن اور واضح کتاب قرآن میں یہود و نصاریٰ کی من مانیوں، حرماں نصیبوں اور کوتاہ اندیشیوں کے تذکرے پڑھے تو ہماری آنکھیں کھل گئیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اسی طرح جب ہم "کتاب مقدس" بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں اور دیگر مذاہب کے لٹریچر اور تہذیب کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں کچھ دیر کے لئے رکنا پڑتا ہے۔ ہمیں ان مذاہب کی تعلیمات کا موازنہ کرنا پڑتا ہے"(1)

دور جدید میں ماڈرن ازم کی شدید لہر نے پڑھے لکھے طبقے اور خاص طور پر نوجوان نسل کو شکوک و شبہات کی گہری دھند کی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ نسلوں کے تفاوت اور غیر ضروری دوری نے نوجوان نسل میں مذہب پسندی کو ہرگز منتقل نہیں ہونے دیا ۔ بلکہ جدید نسل کو تو مذہب شناسی تک سے محروم رکھا گیا ہے۔ جس کا نتیجہ مذہب سے مایوسی، بے زاری، ناامیدی اور عدم اطمینان کی صورت میں سامنے آیا۔ مگر جس پہلو نے سب سے زیادہ شدت اختیار کی وہ ہے مذہبی شک پسندی۔ جس نے نوجوان نسل کے دل میں اپنے مذہب کو بدگمانی کے چشمے کی اوٹ سے دیکھنے پر مجبور کر دیا۔ اور یوں ادیان کے تقابل کی ایک لہر نے جنم لیا ۔ دوسری جانب الیکٹرانک میڈیا اور خاص طور پر سوشل میڈیا نے مختلف ملکوں میں مختلف مذاہب اور مختلف النوع اقوام کے

نوجوانوں کو انتہائی قریب لا کھڑا کیا۔ جہاں وہ آزادی اور انتہائی آسانی سے ان کے تقابل پر اپنا تبصرہ اور موقف پیش کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ ادیان کے موازنے کو ہر مذہب کے اسکالرز اور ارباب دانش نے علمی ریفرنسز کے تناظر میں پیش کیا ہے۔ اور اسی طرح یہ تقابل کافی حد تک علمی اور معلوماتی ہے۔ مگر ادیان کا تقابلی جائزہ بہر حال ایک انتہائی نازک اور حساس موضوع ہے۔ عمیرہ احمد کے زیرِ تحقیق ناول "حاصل" میں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ باریک بینی اور غیر جانبداری سے کیا گیا ہے۔ ادب میں پہلے بھی مذاہب پر بحث کی گئی۔ تنقیدی تبصرے متوازن بھی رہے اور کہیں کہیں متعصبانہ انداز نے تبصروں کو تنقیدی بھی بنا دیا۔ مگر عمیرہ احمد نے ناول "حاصل" میں متوازن اسلوب کا مظاہرہ کرتے ہوئے ادیان کو بحث اور تکرار کا ذریعہ بننے سے بچاتے ہوئے درست تجربے کے ذریعے قاری کے دل و دماغ کے دروازوں کو وا کیا ہے۔ اس موضوع پر بات کرنا ادیب اور خاص طور پر ناول نگار کے لیے انتہائی ہمت اور دلیری کی بات ہے اور اس سے مثبت رویوں کے ساتھ عہدہ برآ ہونا نا صرف حساس قاری کو چونکا دیتا ہے بلکہ نقادوں کے لیے بھی تنقید کے نئے زاویے وا کرتا ہے۔

ناول کا قصہ حدید اور ثانیہ کے گرد گھوم رہا ہے۔ حدید سرمایہ دارانہ نظام کا پروردہ ایسا کردار ہے۔ جس کو دولت، آسائش، سکھ، سکون، تعلیم غرض ہر چیز دستیاب تو ہے مگر والدین کی قربت، محبت اور اپنائیت سے محروم ہے۔ پھر والدین کے جھگڑے اور طلاق کے بعد ایک دوسرے کو قتل کرنے کی سازش نے اسے پہلے اللہ سے دعا کے ذریعے قربت عطا کی اور دعا قبول نہ ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ سے بہت دور کر دیا اور جب وہ سسٹر ایلزبتھ کے مشورے پر فادر جوشوا کے پاس جاتا ہے تو وہ اسے عیسائی مذہب سے یوں روشناس کرتے ہیں:

> "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مسیحائی اور معجزات مدر میری کی بے گناہی اور پاک بازی، ان کی آزمائشیں حضرت عیسیٰ کی تنہا زندگی جو انہوں نے لوگوں کے لیے وقف کر دی تھی اور پھر ان ہی لوگوں کے ہاتھوں ان کا تختہ دار پر چڑھایا جانا، وہ کسی سحر زدہ معمول کی طرح ان کی باتیں سنتا رہا (2)"

عمیرہ احمد کے متوازن اسلوب نے مذہبی مباحث میں شدت پسندی کے عنصر کو غالب نہیں آنے دیا۔

وہ نہایت پر سکون انداز میں اسلام اور عیسائیت کا موازنہ پیش کرتی ہیں۔ غیر جانبداری نے انہیں غیر جذباتی انداز میں شدت پسندی اور طنز کے شدید واروں سے بچایا ہے۔ وہ حدید اور ثانیہ کے ذریعے اسلام اور عیسائیت کے حق میں مختلف انداز میں مباحث تحریر کرتی ہیں:

> "تم کرسچن کیوں ہونا چاہتے ہو؟ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد اس نے پوچھا تھا۔
> "تم مسلمان کیوں ہونا چاہتی ہو؟ سوال کا جواب سوال سے دیا گیا تھا۔
> "کیونکہ یہ سچا مذہب ہے۔"

میں بھی عیسائیت کے بارے میں یہی سوچتا ہوں۔"

تم غلط سوچتے ہو اسلام کے علاوہ کوئی مذہب سچا نہیں ہے۔"

"کیا میں بھی یہ کہوں کہ تم غلط سوچتی ہو ،عیسائیت کے علاوہ کوئی ریلیجن (مذہب) سچا نہیں ہے" حدید کی ثابت قدمی اس سے کم نہیں تھی۔

"وہ کچھ بے بسی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی تھی۔

تمہیں اپنے مذہب سے اتنی نفرت کیوں ہے؟"

اگر یہی سوال میں تم سے پوچھوں تو۔۔۔ تمہیں اپنے مذہب سے اتنی نفرت کیوں ہے؟" حدید نے ایک بار پھر اس کے سوال کا جواب سوال سے دیا تھا۔

مجھے اپنے مذہب سے نفرت نہیں ہے، کرسٹینا نے ہلکی آواز میں کہا تھا۔

پھر بھی تم اپنا مذہب چھوڑ دینا چاہتی ہو، وہ اس کا چہرہ دیکھنے لگی تھی۔

اس لیے چھوڑ دینا چاہتی ہوں، کیونکہ میں نے سچائی پالی ہے۔"

کون سی سچائی، کیسی سچائی؟ مجھے تو آج تک اپنے مذہب میں کوئی سچائی نظر نہیں آئی، مجھے اگر کہیں سچائی نظر آئی ہے تو تمہارے مذہب میں۔" وہ جیسے یک دم پھٹ پڑا تھا"۔(3)

عمیرہ احمد نے اسلام کو موثر دلائل سے ایک اخروی سچا اور برحق مذہب قرار دیا ہے۔ ادیان باقی بھی برحق ہیں۔ مذاہب سب ہی راستی پر مبنی ہیں۔ مگر سب سے بہتر اور سب سے موثر اسلام ہی ہے اور اس بہترین چیز کو چھوڑ کر کسی اور راستے پر جانا ہر گز درست فیصلہ نہیں ہے۔ عمیرہ احمد نے کمال اعتدال کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسلام کی آفاقیت، اللہ کی وحدانیت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت کا پرچار کیا ہے۔ وہ تحریر کرتی ہیں:

"بعض دفعہ جو چیز آپ کو نظر آتی ہے وہ فریب ہوتا ہے نظر کا دھوکہ اور جب تک یہ بات پتا چلتی ہے بہت دیر ہو چکی ہوتی ہے۔ اتنی دیر کہ نہ آپ آگے جاسکتے ہیں نہ پیچھے۔ میں چاہتی ہوں حدید! تمہارے ساتھ یہ نہ ہو"۔۔۔۔۔۔ بازار میں آپ جب بھی جاتے ہیں وہاں ملنے والی سب سے اچھی چیز خریدنا چاہتے ہیں۔ سب سے پسندیدہ چیز ہی پانا چاہتے ہیں تم خوش قسمت ہو۔ تمہیں کسی بازار میں جانا نہیں پڑا اگر پھر بھی تمہارے پاس سب سے بہتر چیز ہے۔ اسلام تمہارا مذہب، تمہارا دین، حضرت محمد ﷺ تمہارے پیغمبر اور تمہارا رب اکیلا، واحد اور اب تم بہترین چیز چھوڑ کر۔۔۔"(4)

ثانیہ نے حدید کو اسلام سے روگردانی کرنے اور عیسائیت کی طرف مائل ہونے کی صورت میں جن حقائق سے پردہ اٹھایا ہے وہ کچھ اس طرح ہیں:

"مجھے صرف یہ بتاؤ کہ تم محمد ﷺ کا نام نہیں لوگے تو زندہ کیسے رہو گے۔ تم ان کے بارے میں سوچو گے نہیں تو سانس کیسے لوگے۔ تم ان کی جگہ کسی دوسرے کو کیسے دے دوگے۔ چرچ کے اوپر لگا ہوا وہ کراس نظر آرہا ہے تمہیں؟ تمہیں پتا وہ کیا ظاہر کر رہا ہے؟ اگلی بار جب تم اپنے سینے پر کراس بناؤ گے تو تمہیں پتا ہے تم کیا کر رہے ہو گے۔ تم اللہ کا نام لے رہے ہو گے؟ تم اس کو یاد کرو گے؟ نہیں حدید! تم جسے یاد کرو گے وہ خدا نہیں ہو گا، خدا تو واحد ہوتا ہے۔ ایک ہوتا ہے۔ یکتا ہوتا ہے"(5)

بحیثیت ناول نگار عمیرہ احمد نے ایک اور معاشرتی اور مذہبی پہلو کی نشاندہی کی ہے۔ اولاد کی درست سمت میں تربیت اور گھر میں خالص مذہبی خطوط پر استوار ماحول پیدا کرنا والدین ہی کا فرض ہے۔ مگر دیکھا گیا ہے کہ جدید تعلیم کا حصول اور جدیدیت کی ایک تیز رفتار لہر نے نوجوان نسل کو تہی دست کر دیا ہے۔ عمیرہ احمد نے سرمایہ دارانہ نظام کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے کہ والدین کی کاروبار سے دلچسپی انہیں بھی مذہب سے دور کرتی ہے اور ان کی دیکھا دیکھی ان کی اولاد بھی تنافر کا شکار ہو جاتی ہے۔ عمیرہ احمد کا شدید انداز اس پہلو کی شدت کو محسوس کروانے میں پوری طرح کامیاب ہوا ہے۔ وہ حدید کے متعلق تحریر کرتی ہیں:

"اسے مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں تھا کیونکہ جس ماحول میں وہ رہتا تھا وہاں مذہب ایک دقیانوسی چیز سمجھی جاتی تھی۔ بلال علی اور زرشی دونوں بہت لبرل تھے شاید یہ کہنا بالکل غلط نہیں ہو گا کہ وہ دونوں صرف نام کی حد تک مسلمان تھے۔ وہ دونوں اپنے اصولوں اور خواہشات کے مطابق اپنے جیسے لوگوں کے ساتھ زندگی گزار رہے تھے اور جس سوسائٹی میں وہ رہتے تھے، وہاں کبھی کسی کو خدا کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی تھی۔ وہاں کام نکلوانے کے لیے یا تو روپے کی ضرورت ہوتی تھی یا تعلقات کی اور یہ دونوں چیزیں لوگوں کو زمین پر ہی مل جاتی تھیں۔ گڑگڑانے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی تھی۔"(6)

ناول "حاصل" کا لطف اور اس کا ایک اور پر لطف موضوع دعا اور تاثیر دعا ہے۔ دعا کو عبادت کا مغز قرار دیا گیا ہے۔ انسان اور رب کے درمیان تعلق اور مکالمے کا بڑا ذریعہ دعا ہی ہے۔ خشوع و خضوع اور دل کی گہرائی سے دعا مانگنا اسلامی طریقہ کار ہے۔ قرآن و حدیث میں دعا مانگنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے دعا کے حوالے سے ڈاکٹر قاری سید کلیم اللہ حسینی تحریر کرتے ہیں:

"قرآن مجید کا حکم ہے کہ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ یعنی اللہ تعالیٰ سے عاجزی سے گڑگڑا کر اور آہ و زاری کر کے مانگو اور دوسری جگہ فرماتا ہے اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ

وَيَكْشِفُ السُّوٓءَ کون ہے اللہ کے سوا کہ جب انسان بے قرار ہو کر اس کو پکارتا ہے تو دور کر دیتا ہے سختی، اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بہت عاجزی اور انکساری سے کوئی چیز طلب کرو"(7)

عمیرہ احمد نے ناول "حاصل "میں حدید کے کردار کے حوالے سے بچپن سے جوانی تک مکمل ارتقائی ماحول تخلیق کیا ہے۔ دعا پر یقین، پھر بے یقینی، بے یقینی کے بعد دوبارہ یقین، دعا قبول نا ہونے پر پھر یقین میں کمی اور آخر کار دعا ہی ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ دعا کا یہ مربوط ارتقائی پہلو ملاحظہ ہو: یہ بچپن کا زمانہ ہے:

"بلال علی اور زرشی کے جھگڑے ہمیشہ اسی رفتار کے ساتھ ہوتے رہے تھے اور امتحان میں وہ ہمیشہ دوسری یا تیسری پوزیشن ہی لے پاتا۔ پہلی پوزیشن صرف خواب ہی رہی تھی۔ مگر وہ پھر بھی اکثر خدا سے دعا ضرور مانگا کرتا تھا۔ خاص طور پر تب جب وہ بہت تنہائی محسوس کر رہا ہوتا"(8)

مگر وہ دعا کی قبولیت کے ثمر سے محروم رہا۔ ناپختہ ذہن کے لیے یہ سب برداشت کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ اور یقین دعا پر مجبور کرتا ہے اور جب ایک کم عمر نوجوان اپنے مسلئے کو دنیا کا سب سے بڑا مسلئہ سمجھ کر اللہ کے حوالے کر دیتا ہے تو مطمئن ہو جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالی کے سربستہ رازوں میں سے ایک راز مصلحت بھی ہے اور وہ جلد یا بدیر دعا ضرور قبول کرتا ہے یا اس کے علاوہ کوئی بڑے اکرام اور انعام سے نواز دیتا ہے۔ حدید کے والد گولی لگنے کے باعث جان کنی کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ عمیرہ احمد نے دعائیہ کلمات میں حدید کو کس قدر معصوم بنا کر پیش کیا ہے:

"میں مسلمان ہوں اور میں نے زندگی میں کوئی بڑا گناہ بھی نہیں کیا اور مجھے تم سے اور اپنے پیغمبر ﷺ سے محبت بھی ہے اور میں اپنے لیے نہیں اپنے باپ کے لیے تم سے کچھ مانگ رہا ہوں۔ کیا اتنے حوالوں کے بعد بھی تم مجھے اسی طرح مایوس کر دو گے جس طرح تم مجھے بچپن سے کرتے آرہے ہو۔ اگر میرے باپ کو زندگی مل جائے تو میں تم سے کبھی بھی اپنے لیے کچھ نہیں مانگوں گا۔ کچھ بھی نہیں۔ بس میرے پاپا ٹھیک ہو جائیں۔ انہیں کچھ نہ ہو۔ وہ خدا کو پکارتا رہا"(9)

لیکن مشیت ایزدی کے سامنے بڑے بڑے حکیم بھی احمق لگتے ہیں۔ حدید کے والد کا انتقال ہو تا ہے اور ماں کو جیل ہو جاتی ہے ، فیصلہ سزائے موت کا حکم سنایا جاتا ہے اس صورت میں حدید بالکل اکیلا رہ جانے کے اندیشے سے اپنی دعا میں مزید گڑ گڑاہٹ ، عاجزی، گریہ وزاری اور اہتمام کا التزام کرتا ہے ایمان و ایقان کا معصومانہ انداز ایک حقیقی مسلمان کے دل کی صداقت کا اظہار کر رہا ہے:

"اس بار تو تم میری دعا سن لو۔ اس بار تو میرا ہاتھ نہ جھٹکو۔ پاپا کے لیے نہیں تو ممی کے لیے ہی سہی۔ مگر میری دعا قبول کر لو۔ کوئی ایک رشتہ تو میرے لیے رہنے دو۔ اے خدا میں تو مسلم ہوں

۔ایک خدا کا ماننے والا ہوں اور اپنی ماں کے لیے دعا کر رہا ہوں۔ماں باپ کے لیے دعا کرنے والے کی دعا تم رد نہیں کرتے۔میرے پاس یہ آخری رشتہ رہ گیا ہے۔یہ بھی ختم ہو گیا تو میں کیا کروں گا۔کیسے رہوں گا،کیسے جیوں گا؟خدا اس بار تو مجھ پر رحم کرنا،اس بار تو مجھے مایوس مت کرو"(10)

پے درپے آنے والے غم،مایوسی وناامیدی، محرومی اور احساس کمتری بندے کو بار بار اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لیے راستے ہموار کرتی ہیں۔اللہ کے در سے کبھی کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا کبھی اللہ نے اپنے بندوں کو مایوس نہیں کیا۔اس لئے ایک سچا اور پکا مومن ہر راستے کو چھوڑ کر اور ہر در سے منہ موڑ کر رب تعالیٰ کی ذاتِ بابرکت سے رجوع کرتا ہے اور اپنے درد اور خود اپنے آپ کو خالق حقیقی کے حوالے کر دیتا ہے۔حدید کو ہر درجہ مایوسی کا سامنا ہے اسے لگتا ہے کہ کبھی اس کی دعا قبول نہیں ہو گی ہے۔ دعا کے کے ذریعے تقابل ادیان کے لیے حدید کے حوالے سے عمیرہ احمد نے حاصل میں ایک مضبوط پس منظر کی تشکیل دی ہے ایک جانب اس معاشرے کا حصہ ہونا جہاں کئی اقدار موجود ہیں۔دوسری طرف والدین کی عدم توجہی اور خانگی امور میں بچوں کے ساتھ ناخود شریک ہونا اور نا انہیں شریک رکھنا۔اور تیسری سمت میں جہادِ زندگانی میں آنے والے مسلسل کوہِ گراں حدید کی زندگی کو کٹھن در کٹھن کر رہے تھے۔ایسے میں وہ ایک دیگر ادیان کا اپنے دین سے، خدا کا اللہ سے اور پیغمبر ان کا اپنے پیغمبر سے کس سادگی اور معصومیت سے تقابل کرتا ہے۔عمیرہ کا فن اس جگہ فن معراج پر نظر آتا ہے۔

"جب میں انگلینڈ میں تھا تو وہاں میں نے ان لوگوں کو ہر بات پر یسوع کہتے سنا تھا۔وہ اپنے نبی کا نام لیتے تھے۔میرے سارے فرینڈز، میں کوشش کرتا تھا اتنی ہی عقیدت سے اپنے نبیؐ کا نام لوں ۔ان سے مدد مانگوں انہیں بتاؤں کہ اللہ میرے ساتھ کیا کر رہا ہے اگر یسوع خدا سے اس کے فیصلے تبدیل کروا سکتے تھے تو پھر میرے پر افٹ کیوں نہیں۔یسوع مسیح مردوں کو زندہ کر دیتے تھے ،مٹی کے پرندوں میں جان ڈال دیتے تھے، بیماروں کو ٹھیک کر دیتے تھے،وہ ایک دو نہیں لوگوں کے بہت سے معجزے کیا کرتے تھے۔میں نے سوچا میرے نبیؐ میرے لیے یہ سب کیوں نہیں کرتے۔جب کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں سب کچھ ان ہی کے بتائے ہوئے طریقے سے مانگ رہا ہوں پھر بھی ان کے نزدیک میں کچھ بھی نہیں، میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔کوئی آخر کتنی بار ٹھکرایا جائے اور یقین کرو مجھے واقعی ہر بار لیٹ ڈاؤن کیا گیا ہے۔ہر بار مجھے مایوس کیا گیا۔۔۔۔۔۔میں اندر سے ہرٹ ہوا ہوں ایک بار نہیں کئی بار۔۔۔۔۔مذہب مشکل وقت میں سہارا ہوتا ہے اگر یہ مشکل وقت میں بھی سہارا نہیں بن سکتا تو پھر ایسے مذہب کا کیا فائدہ؟ پھر میں

خدا کے بنائے ہوئے دو مذاہب میں سے ایک کا انتخاب کر رہا ہوں۔ کوئی غلط کام تو نہیں کر رہا"(11)

یہ وہ مرحلہ ہے جہاں فرد غلطی کے بغیر ہی خود کو دنیا کے دوزخ میں تصور کرتا ہے۔ ایسی دوزخ جہاں اسے زندگی کی بڑی غلطی کی بنا پر نہیں ڈالا گیا۔ جب زندگی جہنم لگنے لگے تو جنت سے بڑھ کر یہ خواہش ہونے لگتی ہے کہ کہیں سے ٹھنڈک کا کوئی جھونکا آ جائے کہ یہ دوزخ کی حرارت کو کم کر دے اور پھر وہ یخ جھونکا اسے گمراہی سے کیوں نہ ملے گمراہی کی جانب کیوں نہ اسے دھکیل رہا ہو۔ وہ بے دریغ چلتا جاتا ہے۔ مگر ثانیہ جو بظاہر عیسائی ہے۔ اس کے زبان سے نبی پاک ﷺ کی قربانیوں، اسلام کے لئے تکالیف اور پھر اللہ کا محبوب بن جانے کا فلسفہ اپنی مثال آپ ہے:

"محمد ﷺ نے اپنے باپ کی شکل تک نہیں دیکھی، ان کی ماں اس وقت دنیا سے چلی گئیں، جب ماں کی سب سے زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ تمہارے قدموں میں کسی نے کانٹے نہیں بچھائے ہوں گے۔ تمہارے جسم پر کسی نے غلاظت اور کوڑا کرکٹ نہیں پھینکا ہو گا۔ محمد ﷺ کے ساتھ مکہ کی گلیوں میں یہی سب ہوتا تھا۔ تم توماں باپ کے حوالے سے ہونے والی تھوڑی سی بدنامی سے ڈر گئے۔ انہیں تو پورا مکہ پتا نہیں کیا کیا کہا کرتا تھا۔ تم کہتے ہو، تمہارا خاندان ختم ہو گیا ہے، تمہارے رشتہ داروں نے تمہارے ساتھ زیادتی کی ہے انہیں تو تین سال تک ایک گھاٹی میں قید کر دیا گیا تھا۔ تم پر کسی نے پتھر نہیں برسائے، ان پر برسائے گئے تھے، تمہاری تو کوئی اولاد نہیں ہے، تم نے صرف اپنے ماں باپ اپنے ہاتھوں سے دفنائے ہیں، انہوں نے اپنی اولادیں، اپنے بیٹے اپنے ہاتھوں دفنائے تھے۔ تمہیں خدا نے کبھی رزق کی کمی کا شکار نہیں کیا انہوں نے توفاقے بھی کاٹے تھے، تم اللہ سے برگشتہ ہو گئے، مذہب بدلنے پر تیار ہو گئے مگر انہوں نے اللہ سے شکوہ کیا نہ اسے چھوڑا۔ تمہیں پتاہے، محمد سے اللہ کو اتنی محبت کیوں ہے؟ اسی وجہ سے اللہ کو ان سے محبت ہے"(12)

اور جب ہم اپنی حیثیت اور کردار پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا غم تو کوئی غم ہے ہی نہیں۔ ہم نے تو کوئی آزار ہی نہیں دیکھا اور مصائب کے جو پہاڑ اور کئی پہاڑ تو نبی کریم ﷺ کو سہنے پڑے ہیں ان کی وجہ سے وہ اللہ کے محبوب ہیں۔ مگر ان سب کے باوجود ہم نے کبھی ان کو کبھی مایوس ہوتے ناامید اور گمراہ ہوتے نہیں دیکھا۔ وہ استدلال سے ڈرتے رہے اور ہم کچھ نہ کر کے کچھ نہ سہہ کر اور بغیر اللہ کو یاد کر کے کیوں ایسا سوچ لیتے ہیں، کہ اللہ ہمیں یاد بھی رکھے اور پل پل ہماری فکر بھی کرے۔ عمیرہ احمد نے ثانیہ اور حدید کے مکالمے میں بائبل اور قرآن کا موازنہ خوبصورت انداز میں کیا ہے:

"میں نے بائبل کے کچھ حصے پڑھے ہیں۔ مجھے سکون ملا ہے۔
میں نے پوری بائبل پڑھی ہے مجھے سکون نہیں ملا۔"

وہ بے چینی کے عالم میں اس کا چہرہ دیکھتا رہا تھا۔
میں سچ کہہ رہا ہوں کرسٹینا! مجھے واقعی سکون ملا۔"
"تمہیں پتا ہے تمہیں کیوں سکون ملا؟ کیونکہ تم نے سکون کی تلاش میں بائبل کو پڑھا۔ قرآن پاک کو کتنی بار تم نے سکون کی تلاش میں پڑھا؟ قرآن پاک کو ہمیشہ ضرورت کے لیے پڑھا۔ چرچ میں آکر تمہیں سکون ملا ہو گا کیونکہ یہاں تم صرف سکون کے لیے آئے تھے۔ مسجد میں کتنی بار تم صرف سکون کی تلاش میں گئے؟ وہاں تو ہمیشہ تم ضرورت کے تحت گئے ہو گے۔"
وہ کچھ دیر کچھ نہیں بول سکا۔ اس کے پاس دلیل تھی اور حدید کے پاس بہانا تھا اور دلیل ہر بہانے کے پرخچے اڑا رہی تھی۔
تم نے بائبل کو کس زبان میں پڑھا؟
انگلش میں۔"
اور قرآن کو؟
عربک میں۔
تم نے بائبل کو کس عمر میں پڑھا؟"
"انیس سال کی عمر میں۔"
اور قرآن کو۔"
دس سال کی عمر میں۔ وہ چند لمحے خاموشی سے اس کا چہرہ دیکھتی رہی تھی۔
تم نے بائبل کو انیس سال کی عمر میں سکون کے لیے اس زبان میں پڑھا، جسے تم جانتے ہو اور تمہیں لگا کہ تمہیں سکون مل گیا ہے۔ تم نے قرآن پاک کو دس سال کی عمر میں صرف ضرورت کے لیے اس زبان میں پڑھا جسے تم جانتے تک نہیں اور تمہیں لگا کہ تمہیں کچھ نہیں ملا"(13)

عمیرہ احمد نے ناول میں سورہ حدید کے تراجم کے ٹکڑے پیش کیے۔ ناول نگار کا کمال ہے کہ قارئین کے دل میں شمع ایمانی کو فروزاں کرتی جاتی ہیں۔ وہ اللہ تعالی کی ذات کو کائنات کی واحد صداقت تسلیم کرتی ہیں۔ جو باقی تمام حقائق کا منبع اور سرچشمہ ہے ۔ثانیہ کے پاس قرآن، ایمان، اسلام، اللہ تعالی کے واحد ہونے اور نبی پاکؐ کے آخری نبی ہونے کی معلومات زیادہ بھی ہیں اور یقین سے بھرپور بھی اور وہ یہ ایمان حدید ہی میں کیا قاری میں بھی منتقل کرتی جاتی ہے۔ روشنی کا یہ سفر اسے قرآن پاک سے ملا ہے اللہ پاک فرماتے ہیں:

"اور نہ کافروں سے ہی قبول کیا جائے گا۔ تم سب کا ٹھکانہ دوزخ ہے کہ وہی تمہارے لائق ہے اور وہ بری جگہ ہے۔۔۔۔۔ اور جو لوگ خدا اور اس کے پیغمبر پر ایمان لائے۔ یہی اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کے لیے ان کے اعمال کا صلہ ہو گا اور جن لوگوں نے کفر کیا اور تمہاری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں"(14)

عمیرہ احمد نے بائبل اور قرآن کا تقابلی جائزہ بھی خوب کیا ہے۔ کانونٹ میں موجود لائبریری میں ریکس پر کتابوں کے ڈھیر تھے۔ خودکشی کا ارادہ رکھنے والی ثانیہ اس جگہ جب دوسرے مذاہب کی کتابوں کے ساتھ ساتھ قرآن کا انگلش ترجمہ دیکھ لیتی ہے تو وہیں اس کے قدم زمین پر اور نظریں قرآن پر جم جاتی ہیں اور جب وہ قرآن کو حاصل کرنے کے لیے ہاتھ بڑھاتی ہے تو ان تاثرات کو عمیرہ احمد نے کمال وارفتگی سے رقم کیا ہے:

"اسے پہلی بار احساس ہوا تھا کہ لوگوں کو جب خزانے ملتے ہیں تو ان کا کیا حال ہوتا ہے۔ دونوں ہاتھوں سے قرآن پاک سینے سے لگائے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھے وہ بے تحاشا روتی رہی تھی۔ یہ وہ کتاب تھی جس کو دیکھنے کے لیے، جسے چھونے کے لیے وہ پچھلے کئی ماہ سے ترس رہی تھی۔ بہت دیر بعد برستی آنکھوں کے ساتھ اس نے کپکپاتے ہاتھوں سے قرآن پاک کو کھول لیا اور لرزتی ہوئی آواز میں تلاوت کرنے لگی تھی۔ دھند چھٹنے لگی تھی۔ اس کے پیروں کے نیچے گردش کرنے والی زمین تھم گئی تھی۔ ہر چیز ایک بار پھر جیسے اپنی جگہ پر آنے لگی تھی"(15)

قرآن کا اعجاز دیکھیں کہ ثانیہ نے آج ہی رات خودکشی کرنے کا ارادہ کیا ہوا تھا۔ چھری اس کے کمرے میں موجود تھی وہ گناہ در گناہ سے تنگ آچکی تھی اس کے پاس مزید گناہ گار ہونے کے سوا کوئی اور چارہ نہیں تھا۔ اس نے موت کا فیصلہ کیا وہ زندہ رہنے کے لیے خود کو اور نہیں گرا سکتی تھی۔ موت سے بچنے کے لئے اور کیا کیا کرتی رہے گی۔ خودکشی غلط بھی ہے اور گناہ بھی۔ مگر گناہوں سے بچنے کے لئے یہی تدبیر اس کے ہاتھ لگی تھی اور اب قرآن کی تلاوت نے اسے ذہنی سکون اور قلبی اطمینان عطا کر دیا تھا۔ اب وہ گناہوں سے بچنے کے لئے ایک بڑے گناہ کا سہارا لینے سے نفرت کرنے لگی۔

عمیرہ احمد نے ناول کا مرکزی خیال اولاد کی تربیت کو قرار دیا ہے اور اس کے لیے وہ اسلام اور اسلامی خطوط پر قائم کئے گئے اسلامی نظام تربیت کی قائل ہیں۔ وہ ناول میں ثابت کرتی ہیں کہ سرمایہ دارانہ نظام، ترقی کی دوڑ اور جدیدیت کی تیز رفتاری نے کیا دیا؟ صرف نام نہاد آزادی اور ترقی، لیکن ان سب کے ساتھ ساتھ دنیاوی طور پر اور کیا کیا ملا؟ اخلاقی پستی، جہالت، نفس کی اطاعت، نفس کی غلامی، مذہب سے بے راہ روی، تقویٰ کا خاتمہ اور اخروی عذاب اس سے الگ ہے۔ تبھی تو عمیرہ احمد نے حدید کی زبانی اپنی دلی خواہش کا اظہار کچھ اسطرح کیا ہے:

"میں اپنے پیرنٹس جیسا گھر بنانا نہیں چاہتا تھا۔

میں گھر جیسا گھر بنانا چاہتا تھا۔
میں چاہتا تھا۔ وہ میری اولاد کو میری طرح اللہ سے بے نیاز نہ رکھے۔ جیسے میرے پیرنٹس نے مجھے رکھا ہے۔
میں چاہتا تھا۔ وہ میری اولاد کو اچھا مسلمان بنائے۔ وہ مجھے صرف یہ نہ بتاتی رہے کہ دنیا کی ترقی کتنی ضروری ہے"(16)

مزید آگے تحریر کرتی ہیں:

"میں نے انہیں بتایا کہ مجھے ایسی لڑکی کی ضرورت ہے جو صرف مسلمان نہ ہو بلکہ دین کو سمجھتی بھی ہو، جو دنیا کے پیچھے بھاگنے والی نہ ہو، جو ہر اچھے اور برے وقت میں میرے ساتھ رہے، مجھ سے وفادار ہو، جو میری اولاد کی اچھی پرورش کر سکے۔ میں نے اور کوئی شرط نہیں رکھی تھی۔ میرا دھیان اور کسی بات کی طرف گیا ہی نہیں"(17)

ناول "حاصل" میں عمیرہ احمد نے عیسائیت کے ساتھ اسلام کے تقابل میں اسلام کو دنیا کا آخری، اخروی اور کامیاب ترین مذہب قرار دیا ہے اور ساتھ یہ پیغام بھی دیا کہ قلبی سکون کے لیے ہم کیا کیا تلاش کرتے رہیں گے۔ دل کو اطمینان کہیں بھی نصیب نہیں ہو گا۔ سوائے اللہ کے راستے، توحید، نبیوں پر ایمان اور آخرت پر یقین کے علاوہ دنیا کی کسی چیز میں اطمینان نہیں ہے۔

حوالہ جات:

1۔ محمود الرشید حدوٹی، ادیان عالم کا تقابلی مطالعہ، پبلشرز ایمپوریم اردو بازار لاہور، 2013، ص4،5

2۔ عمیرہ احمد، "حاصل"، علم و عرفان پبلشرز اردو بازار لاہور، 2018، ص14

3۔ ایضاً۔ ص19

4۔ ایضاً۔ ص19

5۔ ایضاً۔ ص20

6۔۔ ایضاً۔ ص26

7۔ ڈاکٹر قاری سید کلیم اللہ حسینی، اسلامی اخلاق کے چند پہلو (حیدر آباد: قرآن و سیرت سوسائٹی (س۔ن) ص:73

8۔ عمیرہ احمد، "حاصل"، ص26

9۔ ایضاً۔ ص38

10۔ ایضاً۔ ص42،43

11۔ ایضاً۔ ص54

12۔ ایضاً۔ ص60

13۔ ایضاً۔ ص59

14۔ سورہ حدید، آیت نمبر19،15

15۔ عمیرہ احمد، "حاصل"، ص114

16۔ ایضاً۔ ص125

17۔ ایضاً۔ ص125

References:

1.Mehmood-ur-Rasheed Hadoti, Adyan-e-Aalam ka Taqabli Mutala‘a, Publishers Emporium, Urdu Bazar Lahore, 2013, P. 4, 5.
2.Umera Ahmed, "Hasil", Ilm-o-Irfan Publishers, Urdu Bazar Lahore, 2018, P. 14.
3.Ibid, P. 19.
4.Ibid, P. 19.
5.Ibid, P. 20.
6.Ibid, P. 26.
7.Dr. Qari Syed Kaleem Ullah Hussaini, Islami Ikhlaaq ke Chand Pehlu (Hyderabad: Qur’an-o-Seerat Society, s.n.), P. 73.
8.Umera Ahmed, "Hasil", P. 26.
9.Ibid, P. 38.
10.Ibid, P. 42, 43.
11.Ibid, P. 54.
12.Ibid, P. 60.
13.Ibid, P. 59.
14.Surah Hadeed, Ayat number 15, 19.
15.Umera Ahmed, "Hasil", P. 114.
16.Ibid, P. 125.
17.Ibid, P. 125.